

اوڑھ لی ہے قبائے پرویزی
 جو نکتے ہیں سنہرے ایندھن کو
 ملک گیر می بھی اک تجارت ہے
 لا کر آتھر کے شانوں پر
 بیم و زور کے کھنکے تھیلوں کو
 ایشیا کو خرید لینے کا
 عزم ناپاک دے کے بھیجا ہے

(حسان کلیمی، معرے نظم زرگری کا ایک نمونہ)

✱ آزاد نظم

بے قافیہ نظم میں مصرعے یکساں ہوتے ہیں مگر آزاد نظم میں مصرعوں کا برابر ہونا
 ضروری نہیں، کچھ عرصے بعد انگریزی کی آزاد نظم کی طرز پر اردو میں بھی ایسی نظمیں
 لکھی جانے لگیں۔

آزاد نظم کی بنیاد ایک ہی بحر پر ہوتی ہے، مگر بحر کے ارکان کی تقسیم شاعر
 کا اختیار ہے، بعض اوقات ایک رکن دو مصرعوں میں منقسم ہو جاتا

ہے کوئی مصرع چھوٹا اور کوئی بڑا۔ آزاد نظم میں بھی ہیئت کے اعتبار سے مختلف تجربات کیے گئے ہیں۔ بعض شعرا آج تک اور صوتی تاثر کا خاص خیال رکھتے ہیں اور کبھی نظم میں قافیہ بھی لاتے ہیں۔

ن۔ م راشد اور تصدق حسین خالد کو اردو میں آزاد نظم کا بانی کہا جاتا ہے

میراجی، سردار جعفری، فیض، مصطفیٰ زیدی، مختار صدیقی، قیوم نظر، یوسف ظفر، جیلانی کامران، منیر نیازی، احمد ندیم قاسمی، عرش بھوبالی، مجید امجد، عارف عبدالتین، نعیم صدیقی، اختر الایان، ضیاء جالندھری، وزیر آغا اور دیگر بے شمار شعرا نے آزاد نظمیں لکھی ہیں۔

بعض شعرا کی آزاد نظموں میں ابہام اور معنوی پیچیدگی پائی جاتی ہے مگر ابہام کا رجحان ایک وقتی اُبال تھا۔ دورِ حاضر میں بڑی خوبصورت آزاد نظمیں لکھی جا رہی ہیں۔ نظم گوشتاعروں کے چند مزید نام یہ ہیں: عزیز علی

ظہور نظر، وحید اختر، اعجاز فاروقی، عادل منصور، مخدوم سعیدی، سانی خان، غلام جیلانی اصغر، امجد اسلام امجد، افتخار نسیم، انور مسعود، خورشید زیدی، سلیم بیگ، انور محمود خالند، ریاض مجید، کثرت ناہید، نصیدہ ریاض، صائمہ خیری، ذوالفقار احمد تابش، سیل احمد، تبسم کاشمیری عرفانہ عزیز، اظہر جاوید، آسن زیدی، اختر حسین جعفری،

عبید اللہ علیم، سرمد صہبائی، تاب اسلم، سردار کامران، خاطر غفر، نومی، منظور، تحسین فراقی، جعفر بلوچ، اجمل نیازی، محمد ظہار الحق، اقبال یاسر، حفیظ صدیقی

آزاد قلم کی مدد مستالیں علامہ عظیم
مرے خدا، میرے دل کا ارمان نہ سرور سکون کی مدد ملے ہے
میرے جسموں کی چاندنی ہے
نہیں کسی مستعلیٰ کا خالصا ہی
کہ جس سے حاصل ہو کجلا ہی

مرے ہے جیسے تیری دنیا میں کچھ نہیں ہے
بس ایک یہ چاندنی ہے جس کی اولے بیگانہ بھاگتی ہے
جو میرے دل پر مری نظر پر مری توتا پہ بھاگتی ہے
مرے خدا، تو ہر ایک دل کی نگار ستا ہے، میری سننے
مرے بھی دامن کو اپنی اس چاندنی سے بھر دے
یہ چاندنی لاندال کر دے

(دوست غفر کی نظم "آرمان" کا ایک بند)

پہچان

کہیں تم ملو تو
مسائل کو ابھارو چھوڑ کر ہم
علاقہ کی نہ نجیر کو توڑ کر ہم
چلیں اور گنج چمن میں کہیں بیٹھ کر

۱۱۱
ہوئے ہر سے زمانوں کی باتیں کر رہی
اور اک دوسرے کے عود و حال ہیں
اپنے کہوئے ہوئے نقش پھان کر
محیرتک رہیں
اور نرگس کی صورت
وہیں جڑ پکڑ لیں

(غور شید رضوی)

سانیت

(SONNET)

سانیت دور جدید کی پیداوار ہے۔ اسے نظم کی ایک شکل کہہ سکتے ہیں۔
سانیت ایک طرح کی مقفیٰ نظم ہے جس میں کل چودہ مصرعے ہوتے ہیں۔
اس میں قافیہ ایک مقررہ ترتیب سے لاتے جاتے ہیں۔ سانیت کے دو
حصے ہوتے ہیں۔ پہلا مصرع آٹھ مصرعوں پر اور دوسرا چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا
ہے۔ سانیت میں کسی خیال یا جذبے کو پیش کیا جاتا ہے۔ سانیت کسی بھی بحر
وزن میں لکھی جاسکتی ہے۔

در اصل سانیت انگریزی شاعری کی ایک قسم ہے۔

فنی لحاظ سے سانیٹ ایک مشکل صنف ہے۔ قافیوں کی خاص ترتیب کے ساتھ انتخاب الفاظ، اختصار اور تسلسل خیال اور بیان میں ارتقا کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اردو میں ن م راشد، اختر شیرانی اور بعض دوسرے جدید شعرا نے سانیٹ کو رواج دینے کی کوشش کی۔ مگر یہ صنف اردو میں فروغ نہ پاسکی۔
سانیٹ کی ایک مثال:

بادل

چھائے ہوئے ہیں چار طرف پارہ ہائے ابر
آغوش میں لیے ہوئے دنیا ئے آب و رنگ
مے لیے ہے اُن کی گرج میں سرودِ چنگ
پیغام انبساط ہے مجھ کو صدائے ابر
اٹھی ہے ہلکے ہلکے سُروں میں نولے ابر
اور قطر ہائے آب بجاتے ہیں جلتِ رنگ
گہرائیوں میں رُوح کی جاگی ہے ہر اُمنگ
دل میں اُتر آئے ہیں مے نغمہائے ابر
مدت سے لُٹ چکے تھے تمنا کے برگ و بار
چھایا ہوا تھا رُوح پہ گو یا سکوتِ مرگ

ہوتا ہے کہ وہی ہے کہ وہی ہے کہ وہی ہے
 ان بادلوں سے کہ وہی ہے کہ وہی ہے
 میرے لیے جو ان سے یہ کہاتے ہیں
 کہ وہی ہے کہ وہی ہے کہ وہی ہے

(ان کے ہاتھ)

۱۰۹